مٹی کے دیے

محترم عرفان صدیقی

جب ہوائیں فطرت کے عمومی تقاضوں اور بے قید موسموں کی کشادہ آغوش میں پروان چڑھنے کے بجائے مخصوص چوباروں کے مخصوص دریچوں سے چلنے لگیں اور ان کی باگ ڈور، وقت کو مٹھی میں بند کرنے والی طاقتوں کے ہاتھ آجائے تو خیر وشر کے پیمانے اسی طرح بدل جاتے ہیں۔ اگر باقاعدہ نقشہ منظور کرائے بغیر بننے والی مساجد بننے ہی نہ دی جاتیں، بن گئی تھیں تو آباد نہ ہونے دی جاتیں اور اگر آباد ہوگئی تھیں تو ریاست کے آزادانہ فیصلے اور علماء کے رضاکارانہ تعاون سے گرادی جاتیں تو شاید کسی کے دل پر خنجر نہ چلتا۔ نواز شریف دور میں سڑکوں کی تعمیر و توسیع کے لیے عوام اور علماء کے تعاون سے کئی مساجد شہید کی گئیں اور ان کی تعمیر نو کے لیے حکومتی امداد فراہم کی گئی۔ کوئی طوفان اٹھا، نہ دلوں میں وسوسوں کے جنگل اُگے۔ اگر دینی مدارس کے بارے میں ضابطہ بندی اور انہیں عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کا جذبہ معمول کے عمومی ماحول میں انگڑائی لیتا تو بدگمانیاں سر نہ اٹھاتیں۔ اگر "مدرسہ ایجوکیشن بورڈ" افہام و تفہیم کے ساتھ اصلاح احوال کے مخلصانہ عزم کے ساتھ قائم ہوتا تو مزاحمت کا یہ ڈھنگ نہ ہوتا۔ لیکن یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب امریکہ سے چلنے والا دیو استبداد، طالبان کا لہو پینے افغانستان پہنچا اور جارج بش نے فراعین مصر کے لہجے میں عالم اسلام کے خلاف ایک تازہ صلیبی جنگ (کروسیڈ) کا اعلان کیا۔ طلوع ہونے والی ہر صبح اور غروب ہونے والا ہر سورج بش کے اعلان کی تصدیق مزید کرتا چلا گیا۔ کل تک اپنے مقدس قدموں سے وائٹ ہاؤس کو سرفراز کرنے اور روسی کمیونزم کے خلاف تاریخ ساز جہاد کرنے والے مجاہدین، دہشت گرد قرار پائے۔ اسلامی تنظیمیں دہشت گردوں کی سرپرست ٹھہریں۔ ان کے اثاثے منجمد ہوئے۔ سر اٹھا کر چلنے والے "بنیاد پرست" معتوبوں کی فہرست کا حصہ بن گئے۔ روٹیاں بانٹنے اور مفلوک الحال افغانوں کی دستگیری کرنے والے ٹرسٹ "مافیا" کہلائے۔ دنیا بھر کے اسلامی ادارے شکوک و شبہات کی گہری دھند میں لپیٹ دیئے گئے۔ پاکستان کو شکنجے میں جکڑ کر طالبان کشی پر مجبور کردیا گیا۔ کشمیر اور افغانستان میں جہادی جذبوں کو نمو دینے والی جماعتیں خلاف قانون ٹھہریں۔ ان کے قائدین زندانوں کی رونق بنے۔ حکومت پاکستان چکی کے پاٹوں میں پیسی جانے لگی کہ وہ اسلامی "بنیاد پرستی" کو گہری قبر میں دفن کردے۔ خزاں کی یہ رت عروج پر تھی کہ دینی مدارس کی اصلاح احوال کا غلغلہ بلند ہوا۔ سوجھ بوجھ رکھنے والا ہر پاکستانی جانتا ہے یہ حکومت کا شعوری اور آزادانہ فیصلہ نہیں۔ یہ طالبان کا لہو پینے والے عفریت کا اگلا پڑاؤ ہے۔ وہ ان سرچشموں کو بند کردینا چاہتا ہے جہاں سے ایمان و یقین کے سوتے پھوٹتے اور جہاں سے فرعونوں کی خدائی کا انکار کرنے والے مردان حق پیدا ہوتے ہیں۔ دینی مدارس کی رگ جاں کو اپنے پنجے میں رکھنے کا خیال اسی شجر خبیثہ کی شاخ پر کھلنے والا شگوفہ ہے جس کی آبیاری امریکہ کررہا ہے۔

مختلف مسالک اور مکاتب فکر کے دینی مدارس ایک عمدہ انتظامی ڈھانچہ اور مثالی نظم رکھتے ہیں۔ وفاق المدارس العربیہ (دیوبندی) تنظیم المدارس پاکستان (بریلوی) رابطہ المدارس الاسلامیہ (جماعت اسلامی) وفاق المدارس السلفیہ (اہلحدیث) اور وفاق المدارس الشیعہ (اہل تشیع) ملک بھر میں قائم اپنے مدارس کو کنٹرول کرتے ہیں۔ ان پانچوں مسالک و مکاتب پر مشتمل ایک مرکزی تنظیم "اتحاد تنظیمات مدارس

دینیہ پاکستان" کے نام سے قائم ہے۔ یہ مدارس مثالی نظام امتحانات رکھتے ہیں جسے مرکزی سطح پر کنٹرول کیا جاتا ہے اور جس میں بوٹی مافیا کا نام ونشان تک نہیں۔ عصری ضرورتوں اور تقاضوں کے مطابق اپنے نصاب میں تبدیلیاں لانا معمول کی ایک مشق ہے۔ ستر فیصد کے لگ بھگ دینی مدارس، مروجہ علوم بھی پڑھا رہے ہیں اور اکثر میں تو کمپیوٹر کی تعلیم کا انتظام بھی ہے۔ یہ ادارے لاکھوں نادار بچوں کے کفیل بھی ہیں اور ناخواندگی کے سیلاب کو روکنے کا بڑا ذریعہ بھی، انہیں ناروا پابندیوں میں جکڑنا کسی طور مناسب نہیں۔ ملک میں بھانت بھانت کے تعلیمی اداروں اور لادین بیرونی یونی ورسٹیوں سے الحاق کردہ برانچوں کا جال بچھا ہے جن کے نظم ونسق کے لیے کوئی سرکاری اتھارٹی موجود نہیں۔ ان اداروں کا نصاب، اسلام کی نظریاتی تہذیبی اور اخلاقی اقدار سے متصادم ہے اور وہاں پروان چڑھنے والی نسل ایک ایسے سانچے میں ڈھل رہی ہے جس کا کوئی زاویہ ہمارے نظریاتی تشخص سے ہم آہنگ نہیں۔ اس کے برعکس دینی مدارس ایک مؤثر انتظامی ڈھانچہ رکھتے ہیں۔ سرکار کی حقیر سی امداد اور ادنیٰ سے تعاون کے بغیر چلنے والے ان اداروں کی مشکیں کسنے کا تصور کسی سچے پاکستانی ذہن کی اختراع نہیں ہو سکتا۔ یہ کلی طور پر گیارہ ستمبر کو جنم لینے والے نیو ورلڈ آرڈر کا ایک پہلو ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کی صدا بلند کرنے والے گلے گھونٹ دیے جائیں۔

"پاکستان مدرسہ بورڈ" بیوروکریسی کا ایسا کند ہتھیار ہوگا جو دینی مدارس کی تراش خراش اور بوقت ضرورت ان کی گردنیں اڑانے کے کام آئے گا۔ رجسٹریشن (جو پہلے سے موجود ہے) نصاب، اساتذہ کی تقرری، طلبہ کے داخلے، فنڈز کے حصول، ایڈمنسٹریٹروں کا تقرر، اکاؤنٹس پر قدغنیں، بے شمار قسم کے این او سی، بیرون ملک سے انفرادی تعاون کی راہ میں رکاوٹیں، مسجدوں میں قرآن پڑھانے کے لیے بھی ناظموں کے اجازت نامے اور انتظامیہ کے بے مہار عمل دخل کے بعد مدارس کا امتیازی کردار ختم ہو جائے گا اور مادہ پرستی کے اس نابکار عہد میں وہ فیکٹریاں بند ہو جائیں گی جہاں سے گھنی داڑھیوں، لمبی قباؤں اور بھاری عماموں والی سخت جان مخلوق تیار ہوتی ہے۔

مدارس کے نظام میں یقیناً کمزوریاں بھی ہیں اور میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ پانچوں وفاقوں کی مرکزی تنظیم "اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ" ان پر قابو پانے کے لیے حکومت سے ہر ممکن تعاون پر آمادہ ہے لیکن یوں لگتا ہے جیسے حکومت ان مدارس کے جسد وروح کو مکمل طور پر جکڑنے کے درپے ہے سوائے ان کی مالی اعانت کی ذمہ داری اپنے سر لینے کے۔

میں ان مدارس کے منفی اور مثبت پہلوؤں کی تفصیل میں جائے بغیر اتنا جانتا ہوں کہ وطن عزیز کی لاکھوں مساجد، ان کے دم سے آباد ہیں۔ معاشرے میں دینی اقدار کی کارفرمائی ان کی مساعی سے ہے۔ پانچوں وقت ملک کی فضاؤں میں بکھرنے والی اذانوں کی مشکبو گونج انہی مدارس کی عطا ہے اور دلوں کو دائمی راحتیں بخشنے والے کلام الٰہی کی پرسوز قرأت، جس نے عمرؓ کی تقدیر کو دگرگوں کر دیا تھا، انہی مدارس کا فیضان ہے۔ آپ بے شک نئے ایچی سن، نئے ایڈورڈ اور نئے بیکن ہاؤس بنائیے اور انہیں کروڑوں کے فنڈز دیجیے لیکن کچے گھروندوں میں فروکش ان بوریا نشینوں کو نہ چھیڑیئے جو آپ سے کچھ نہیں مانگتے، صرف دین حق کی اشاعت کا حق چاہتے ہیں۔ برقی قمقموں کی چکاچوند سے متاثر ہو کر مٹی کے ان دیوں کو نہ بجھایئے جن کی ٹمٹماتی لو میں ہماری صدیوں کی روایات دمک رہی ہیں۔

☆☆☆